زہد کی اہمیت و افادیت اور اس کا اسلامی تصور

فضل اللہ انصاری سلفی

"جوع البقر" نام کی ایک بیماری کے متعلق مشہور ہے کہ انسان کو اس حالت میں بھوک لگتی رہتی ہے اور وہ حسب خواہش سب کچھ کھاتا پیتا رہتا ہے، مگر بھوک نہیں مٹتی یعنی بھوک مٹانے کیلئے تو کھاتا ہے، مگر کھانے کے بعد پھر بھوک محسوس ہونے لگتی ہے، گویا بھوک اور کھاتے رہنے کا سلسلہ ایک ساتھ چلتا رہتا ہے۔ بہ غور دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ یہی حال انسان کی خواہشات کا ہے۔ اگر ان کو قابو نہ کیا جائے اور ان پر کنٹرول نہ کیا جائے اور جب تک اس کو شریعت و اخلاق کے بندھن میں نہ باندھا جائے، اس وقت تک اس کو "جوع البقر" بیماری سے لطف ولذت کے کسی مرحلہ میں جا کر قرار نصیب نہیں ہوتا، بلکہ لذت کی وہ ہوس بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ (اصلاحی خطبات ص:۲۳۱)

یہ دنیا بڑی وسیع وعریض بھی ہے، حسین وجمیل بھی اور پرفریب و پرکشش بھی۔ یہاں نفسانی خواہشات اور لامتناہی آرزوؤں کا سلسلہ تب تک دراز ہوتا رہتا ہے، جب تک انسان اس کو دراز کرتا رہتا ہے اور یہی چیز مہلک وخطرناک ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم (صحابہ) بھی آپ کے آس پاس بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے بعد مجھے تمہارے تعلق سے اندیشہ اس بات کا ہے کہ دنیاوی زیب و زینت اور خوش رنگی کا دروازہ کھل جائے گا۔ (متفق علیہ)

ایک اور حدیث میں آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا شاندار اور سرسبز و شاداب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں جانشین بنا کر دیکھنا چاہتا ہے کہ تم (یہاں) کیسے کیا کرتے ہو۔ اس لئے دنیا اور عورت (کی فتنہ سامانیوں) سے بچو۔ (مسلم)

مفہوم بالکل واضح ہے کہ دنیا میں بالکل محتاط انداز میں زندگی گزارنی چاہئے اور یہاں کی فتنہ سامانیوں سے بچنا چاہئے۔ جو چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اگر احتیاط و احتراز کو اپنا کر خواہشات کو شریعت واخلاق کے بندھن میں نہ باندھا جائے تو انسان کو ہلاکت و بربادی سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں اسی "بندھن" کا نام زہد ہے۔ جس کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ اور سارے لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپ نے فرمایا دنیا میں جو (ظاہری شادابی اور زیب و کشش) ہے، اس سے زہد اختیار کرو، اللہ تمہیں پسند کرے اور لوگوں کے پاس جو (مال و دولت اور عیش وعشرت) ہے، اس سے زہد اپناؤ، لوگ بھی تمہیں چاہنے لگیں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے ہوئے تھے، آپ اٹھے تو آپ کے پہلو پہ اس کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کیلئے کوئی چادر تو بچھا دیتے۔ اس پر آپ نے فرمایا میرا دنیا سے رشتہ کیا.....؟ دنیا میں میری مثال اس مسافر کی طرح ہے، جو (کچھ دیر کیلئے) کسی درخت کے سایہ تلے بیٹھا، پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ (ترمذی)

دنیا کی اس عارضی زندگی کیلئے کوئی اگر شب و روز پریشان رہے، دنیا اور اس کے متعلقات میں الجھا رہے، اس کے زیب و زینت اور فتنہ سامانیوں میں گرفتار رہے تو ظاہر ہے کہ یہ زہد و قناعت کے خلاف بھی ہے اور پورے طور پر مہلک وخطرناک بھی۔ دنیا دنی تو ایک دام پُر فریب ہے، جس میں کوئی بے وقوف ہی پھنستا ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا ؎

دنیا ہے وہ صیاد کہ سب دام میں اس کے
آ جاتے ہیں سب لیکن کوئی دانا نہیں آتا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اعلموا انما الحيوة الدنيا لعب ولهو وزينة وتفاخر بينكم وتكاثر في الاموال والاولاد كمثل غيث اعجب الكفار نباته ثم يهيج فتراه مصفرا ثم يكون حطاما وفي الآخرة عذاب شديد و مغفرة من الله ورضوان وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور﴾ (حدید:۲۰)

جان لو کہ دنیاوی زندگی لہو ولعب، زیب و زینت اور باہم فخر وغرور اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے۔ جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ پھر جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو زرد رنگ میں اس کو تم دیکھتے ہو۔ پھر وہ بالکل چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب، اللہ کی مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے کچھ بھی نہیں۔ جس دنیاوی زندگی کا بجائے خود یہ حال ہو، اس کیلئے بھلا کوئی عقلمند انسان کیوں پریشان رہے اور دنیا و متعلقات کے پیچھے کیوں لگا ہے۔ بس یہاں زہد و قناعت کی زندگی ہو اور آخرت اصل مطلوب۔

حضرت خباب بن ارتؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے رضائے مولیٰ کی خاطر ہجرت کی۔ جس کیلئے ہمارا اجر و ثواب اللہ کے حوالے ہوا، چنانچہ ہم میں کچھ لوگ اللہ کو پیارے ہو گئے، جن میں سے ایک مصعب بن عمیرؓ بھی ہیں۔ جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور ایک چھوٹی سی چادر

چھوڑ گئے۔ ہم جب اس سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانک دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں' جن کے پھل پک چکے اور وہ اب ان کو چن رہے ہیں۔ (دنیاوی نعمت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔) (متفق علیہ)

ظاہر ہے کہ مصعب بن عمیر ؓ جیسے لوگوں کی زندگی ہی اسلامی نقطہ نظر سے قابل تعریف اور لائق تقلید ہے۔ آج ہمارے لئے جو بہت سارے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں' اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم جب کوئی اقدام کرتے ہیں' تو ہمارا مطلوب ہی کچھ اور ہو جاتا ہے۔ ایک ذات واحد کی رضا کا حصول ہی ہمارے لئے فضول ہو جاتا ہے اور زمانے کو خوش کرنے کیلئے ہم خالق دو جہاں کی ناراضگی بھی مول لے لیتے ہیں' کاش ہماری فکر و عمل کا محور سلف صالحین کی طرح صرف رضائے الٰہی کا حصول ہوتا' جن کے بارے میں شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ؎

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحراء و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

انسان جب رضائے الٰہی کی طلب میں دنیا اور اس کے متعلقات سے بے رغبتی برتتے ہوئے زہد اور عفت و قناعت کی راہ اپناتا ہے' تو اسے جہاں اور بھی بہت کچھ حاصل ہوتا ہے' وہیں اللہ اور اس کے سوا تمام لوگوں کی محبت اور عزت و احترام بھی ملتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ حضرت عطاء بن ابی رباح ایک دن خلیفہ عبدالملک بن مروان کے یہاں گئے تو انہوں نے اس سے کہا ''مسلمانوں کے حالات کی خبر لیجئے' کیونکہ آپ تنہا ان کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ سے ان کے بارے میں ڈریئے' جو آپ کے یہاں رہتے ہیں۔ ان سے بے خبر نہیں اور نہ ہی اپنا دروازہ ان کیلئے بند رکھا کریں۔''

عبدالملک بن مروان نے کہا ''ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔''

پھر حضرت عطاء بن ابی رباح جب جانے لگے تو خلیفہ نے ان کو پکڑ لیا اور کہا ''اے ابو محمد! آپ نے ہمارے سامنے دوسروں کی ضرورت تو پیش کی' آپ کی اپنی ضرورت کیا ہے.....؟''

حضرت عطاء نے جواب دیا ''مجھے کسی مخلوق (انسان' خلیفہ یا حاکم) کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (بحوالہ تربیۃ الاولاد ص ۴۹۲)

اور ان کی قدر و منزلت یہ تھی کہ عبدالملک بن مروان موسم حج میں اعلان کرا دیا کرتے تھے کہ مکہ کے امام اور عالم و فقیہ عطاء بن ابی رباح کے سوا کوئی اور لوگوں کو فتویٰ نہیں دے گا۔ پاکباز اور پاک طینت اور زہد و ورع کے مالک ایسے نفوس قدسیہ ہمیشہ ہی دنیاوی مال و اسباب اور رونق و رنگینی سے بیزار آخرت کے طلبگار ہوتے ہیں اور وہ کسی انسان یا بڑے سے بڑے حاکم و سلطان کے نہیں' بلکہ رحمان (اللہ واحد) کے محتاج ہوتے ہیں' تو دنیا ان کے قدم بوس ہو جاتی ہے۔ تاریخ میں ایسے نفوس قدسیہ کی بے شمار مثالیں دیکھنے' پڑھنے کو مل جائیں گی' جن کو اپنا کر ایک انسان اعلیٰ مرتبہ و مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ آج تو حال یہ ہے کہ جسے دیکھو وہ دنیا کے حقیر مال و متاع کے پیچھے دیوانہ ہو کر بھاگ رہا ہے اور اس کے حصول میں ہی اپنی اصل کامیابی سمجھتا ہے۔ حالانکہ دنیا تو کبھی اس کو بھی مل جاتی ہے جو اس کا طالب نہیں ہوتا' جبکہ آخرت اسے ہی ملتی ہے' جو اس کا طلبگار ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی اپنی ایک اہمیت اور بڑی ہی افادیت ہے' مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ انسان حرص و طمع اور دنیاوی رغبت سے گریزاں' زہد و قناعت کی زندگی کا خواہاں اور صرف اللہ سے خائف و ترساں ہو۔ واضح رہے کہ اسلام کا یہ تصور زہد اور تعلیم قناعت عیسائی رہبانیت سے قطعاً عبارت نہیں۔ اسلام نے تو پہلے ہی اس کی نفی کر دی ہے۔

﴿لا رهبانية فى الاسلام﴾

اسلام دین و دنیا کے تعلق سے ایک شاندار مشترک تصور و تعلیم پیش کرتا ہے۔

﴿وابتغ فيما اتاك الله الدار الآخرة ولاتنس نصيبك من الدنيا﴾ (قصص: ۷۷)

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے' اس میں آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دینوی حصے (کھانا' پانی' لباس و پوشاک اور شادی وغیرہ) کو بھی نہ بھول۔ اسلام جائز و مباح ضروری چیزوں کے حصول اور باعزت گزر بسر سے کبھی نہیں روکتا' بلکہ اس کی بڑی واضح تعلیم دیتا ہے۔

قرارداد مذمت

تنظیم اتحاد معلمات اہل حدیث فیصل آباد کا ایک اجلاس محترمہ زبیدہ امین صاحبہ امیر شعبہ خواتین مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان منعقد ہوا۔ جس میں ابو غریب جیل میں امریکی فوجیوں کی طرف سے قرآن مجید کی بے حرمتی کی شدید مذمت کی گئی اور پاکستانی حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ امریکہ سے ہر قسم کے سفارتی تعلقات منقطع کر کے قرآن مجید کی توہین کرنے والے اہلکاروں کو امریکہ سے طلب کریں اور اسلامی عدالت میں ان پر مقدمہ چلا کر انہیں شرعی سزا دی جائے۔ نیز اس موقعہ پر تنظیم اتحاد معلمات اہل حدیث کی تنظیم نو کی گئی۔ آخر میں غلبہ اسلام ملک پاکستان کی ترقی و خوشحالی اور استحکام کیلئے دعا کی گئی۔

(شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اتحاد معلمات اہل حدیث پاکستان)